ترجمۂ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمد یار مرحوم

ترتیب وتدوین: لطف الرحمٰن خان

سُورةُ النِّساء

آیات ۷۱ تا ۷۴

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا۝ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ
لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا۝
وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ
مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا۝ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا
بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا۝

<u>ن ف ر</u>

نَفَرَ۔ يَنْفِرُ (ض) نَفْرًا: (۱) کسی اہم کام کے لیے نکلنا، جیسے سفر یا جنگ کے لیے۔ ﴿وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۭ﴾ (التوبۃ: ۸۱) ''اور انہوں نے کہا مت نکلو گرمی میں۔ آپ کہہ دیجیے جہنم زیادہ سخت ہے بلحاظ گرمی کے۔'' (۲) نَفَرَ عَنْهُ: کسی چیز سے دور بھاگنا، بدکنا، نفرت کرنا۔

اِنْفِرْ (فعل امر): تو نکل۔ آیت زیر مطالعہ۔

نُفُوْرٌ (نَفَرَ يَنْفِرُ سے مصدر): انتہائی بیزاری، نفرت۔ ﴿وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا۝﴾ (بنی اسراءیل) ''اور یہ زیادہ نہیں کرتا ان کو مگر نفرت میں۔''

نَفَرٌ: کسی کام کے لیے نکلنے والی چھوٹی جماعت۔ پھر ہر چھوٹی جماعت کے لیے عام ہے: ﴿وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ﴾ (الاحقاف: ۲۹) ''اور جب ہم نے پھیرا آپ کی طرف جنوں میں سے ایک جماعت کو۔''

نَفِيْرٌ: مستقل جماعت، جتھا۔ ﴿وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا۝﴾ (بنی اسرائیل)

''اور ہم نے تمہاری مدد کی مال سے اور بیٹوں سے اور ہم نے کر دیا تم کو سب سے زیادہ بطور جتھے کے۔''

اِسْتَنْفَرَ ۔ یَسْتَنْفِرُ (استفعال) اِسْتِنْفَارًا : ڈر کر بھاگ جانا' بدکنا۔

مُسْتَنْفِرٌ (اسم الفاعل) : بدکنے والا۔ ﴿كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ﴾ (المدثر) ''گویا کہ وہ بدکنے والے گدھے ہیں۔''

ث ب ی

ثَبٰی ۔ یَثْبِیْ (ض) ثَبْیًا : جمع کرنا' اکٹھا کرنا۔

ثُبَةٌ ج ثُبَاتٌ : اکٹھا کیا ہوا گروہ' جماعت' آیت زیر مطالعہ۔

ب ط ء

بَطُؤَ ۔ یَبْطُؤُ (ک) بِطَاءً : سست ہونا' دیر لگانا۔

بَطَّاَ ۔ یُبَطِّؤُ (تفعیل) تَبْطِئَةً : (۱) عمداً دیر لگانا۔ (۲) دوسروں کو سست کرنا' آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب: ''ثُبَاتٍ'' اور ''جَمِیْعًا'' دونوں حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہیں۔ ''شَهِيْدًا' كَانَ'' کی خبر ہے۔ ''لَيَقُوْلَنَّ'' کا مقولہ ''يٰلَيْتَنِيْ'' سے ''فَوْزًا عَظِيْمًا'' تک ہے۔ درمیان میں ''كَاَنْ لَّمْ'' سے ''مَوَدَّةٌ'' تک جملہ معترضہ ہے۔ ''مَوَدَّةٌ'' مبتدأ مؤخر نکرہ ہے اور ''تَكُنْ'' کا اسم ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوا ہے' جبکہ اس کی خبر ''مَوْجُوْدًا'' محذوف ہے۔ ''فَاَفُوْزَ'' کا فا سببیہ ہے جس نے مضارع کو نصب دی ہے۔ ''فَلْيُقَاتِلْ'' فعل امر غائب ہے اور اس کا فاعل ''اَلَّذِيْنَ'' ہے۔ ''وَمَنْ يُّقَاتِلْ'' کا ''مَنْ'' شرطیہ ہے اور ''يُقَاتِلْ'' شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔ ''نُؤْتِيْهِ'' جواب شرط ہے' لیکن ''سَوْفَ'' آ جانے کی وجہ سے مجزوم نہیں ہوا۔ اگر ''سَوْفَ'' نہ آتا تو پھر یہ مجزوم ہو کر ''نُؤْتِهٖ'' آتا۔

ترجمہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ : اے لوگو جو	اٰمَنُوْا : ایمان لائے
خُذُوْا : تم لوگ پکڑو	حِذْرَكُمْ : اپنے بچاؤ کے ہتھیار کو
فَانْفِرُوْا : پھر تم لوگ نکلو	ثُبَاتٍ : گروہ در گروہ
اَوِ : یا	انْفِرُوْا : تم لوگ نکلو
جَمِيْعًا : سب اکٹھا	وَاِنَّ : اور یقیناً
مِنْكُمْ : تم میں سے	لَمَنْ : وہ بھی ضرور ہے جو
لَّيُبَطِّئَنَّ : لازماً دیر لگائے گا	فَاِنْ : پھر اگر
اَصَابَتْكُمْ : آن لگی تم کو	مُّصِيْبَةٌ : کوئی مصیبت
قَالَ : تو وہ کہے گا	قَدْ اَنْعَمَ : انعام کیا ہے
اللّٰهُ : اللہ نے	عَلَيَّ : مجھ پر

اِذْ : جب
مَّعَهُمْ : ان کے ساتھ
وَلَئِنْ : اور البتہ اگر
فَضْلٌ : کوئی فضل
لَيَقُوْلَنَّ : تو وہ لازماً کہے گا
لَّمْ تَكُنْ : تھی ہی نہیں
وَبَيْنَهٗ : اور اس کے درمیان
يٰلَيْتَنِيْ : اے کاش
مَعَهُمْ : ان کے ساتھ
فَوْزًا عَظِيْمًا : ایک شاندار کامیابی
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ : اللہ کی راہ میں
يَشْرُوْنَ : بیچ دیا
بِالْاٰخِرَةِ : آخرت کے بدلے
يُّقَاتِلْ : جنگ کرے گا
فَيُقْتَلْ : پھر وہ قتل کیا گیا
يَغْلِبْ : غالب آیا
نُؤْتِيْهِ : ہم دیں گے اس کو

لَمْ اَكُنْ : میں نہیں تھا
شَهِيْدًا : موقع پر موجود
اَصَابَكُمْ : آن لگے تم کو
مِّنَ اللّٰهِ : اللہ (کے پاس) سے
كَاَنْ : جیسے کہ
بَيْنَكُمْ : تمہارے درمیان
مَوَدَّةٌ : کوئی خیر خواہی
كُنْتُ : میں ہوتا
فَاَفُوْزَ : تب تو میں کامیابی پاتا
فَلْيُقَاتِلْ : پس چاہیے کہ جنگ کریں
الَّذِيْنَ : وہ لوگ جنہوں نے
الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا : دنیا کی زندگی کو
وَمَنْ : اور جو
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ : اللہ کی راہ میں
اَوْ : یا
فَسَوْفَ : تو عنقریب
اَجْرًا عَظِيْمًا : ایک شاندار بدلہ

آیات ۷۵-۷۶

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ
لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا (۷۵) اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ
سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا (۷۶)

ترکیب : ''فِيْ سَبِيْلِ'' پر عطف ہونے کی وجہ سے ''اَلْمُسْتَضْعَفِيْنَ'' حالت جر میں آیا ہے اور یہ اسم المفعول ہے۔ ''مِنْ'' بیانیہ ہے۔ ''اَلرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ'' شرح ہے ''اَلْمُسْتَضْعَفِيْنَ'' کی۔ ''كَانَ ضَعِيْفًا'' آفاقی صداقت کا بیان ہے اس لیے ''كَانَ'' کا ترجمہ حال میں ہوگا۔

ترجمہ:

وَمَا لَكُمْ : تمہیں کیا ہے
لَا تُقَاتِلُوْنَ : (کہ) تم لوگ جنگ نہیں کرتے

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ :اللہ کی راہ میں

وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ : اور کمزور کیے ہوئے لوگوں کے لیے

مِنَ الرِّجَالِ :مردوں میں سے

وَالنِّسَآءِ :اورعورتوں میں سے

وَالْوِلْدَانِ :اوربچوں میں سے

الَّذِیْنَ :جولوگ

یَقُوْلُوْنَ : کہتے ہیں

رَبَّنَآ :اے ہمارے ربّ

اَخْرِجْنَا :تو نکال ہم کو

مِنْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ :اس بستی سے

الظَّالِمِ : ظالم ہیں

اَهْلُهَا :جس کے لوگ

وَاجْعَلْ :اورتو بنا

لَّنَا :ہمارے لیے

مِنْ لَّدُنْكَ :اپنے پاس سے

وَلِیًّا :کوئی کارساز

وَّاجْعَلْ :اورتو بنا

لَّنَا :ہمارے لیے

مِنْ لَّدُنْكَ :اپنے پاس سے

نَصِیْرًا :کوئی مددگار

اَلَّذِیْنَ :جولوگ

اٰمَنُوْا :ایمان لائے

یُقَاتِلُوْنَ :وہ لوگ جنگ کرتے ہیں

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ :اللہ کی راہ میں

وَالَّذِیْنَ :اورجنہوں نے

كَفَرُوْا :کفر کیا

یُقَاتِلُوْنَ :وہ لوگ جنگ کرتے ہیں

فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ :طاغوت کی راہ میں

فَقَاتِلُوْٓا :پس تم لوگ جنگ کرو

اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ :شیطان کے کارندوں سے

اِنَّ :یقیناً

كَیْدَ الشَّیْطٰنِ :شیطان کی چالبازی

كَانَ ضَعِیْفًا: کمزور (ہوتی) ہے

نوٹ ۱ : تاریخ انسانیت شاہد ہے کہ اس دنیا میں انسانوں کی محدود بصیرت اور خواہشاتِ نفس پر مبنی جب بھی کوئی سوشل آرڈر رائج ہوا ہے تو اس کا نتیجہ وہ نکلا ہے جس کی طرف زیر مطالعہ آیت ۷۵ میں اشارہ کیا گیا ہے کہ انسان‘ انسان پر بالادستی حاصل کر لیتا ہے۔ ایک طبقہ دوسرے طبقے کو زمین کے ذرائع اور وسائل سے محروم کر دیتا ہے اور معاشرے میں انسانوں کے باہمی حقوق وفرائض کا توازن بگڑ جاتا ہے‘ جسے قرآن میں فساد کہا گیا ہے۔

آیت ۷۶ میں بتایا گیا ہے کہ طاغوتی طاقتوں نے ہمیشہ اپنے خودساختہ سوشل آرڈر کی برتری کے لیے جنگ کی ہے‘ آج بھی کر رہی ہیں اور آئندہ بھی کرتی رہیں گی۔ اہل ایمان کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اس سوشل آرڈر کی برتری کے لیے جنگ کریں جو انسان کے مصوّر (designer) اور خالق کا دیا ہوا ہے‘ جس میں معاشرے کے ہر طبقے کے حقوق وفرائض کے توازن کی ضمانت ہے اور یہی توازن دنیا میں حقیقی امن وسکون کا ضامن ہے۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

آیت ۷۶ میں اس آفاقی صداقت کی بھی نشاندہی کی گئی ہے کہ شیطان کی سکھائی ہوئی طاغوتی چالیں ہمیشہ

کمزور رہی ہیں اور کمزور رہیں گی' البتہ اس کے لیے دو شرائط کا موجود ہونا ضروری ہے۔ اولاً یہ کہ یہ چالیں اہل ایمان کے مقابلے پر ہوں اور ثانیاً یہ کہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے سوشل آرڈر کی برتری کے خلاف ہوں۔ ان دونوں شرطوں میں سے کوئی ایک بھی اگر فوت ہو جائے تو پھر شیطان کی تدبیر کا کمزور ہونا ضروری نہیں ہے۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

نوٹ ۲: دونوں شرائط کی موجودگی میں بھی مذکورہ صداقت کے صحیح ادراک کے لیے ذہن میں یہ پہلو بھی واضح ہونا چاہیے کہ شیطانی چالوں کا کمزور ہونا فوری نتائج کے اعتبار سے نہیں بلکہ انجام کار کے لحاظ سے ہے۔ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ اللہ کے دین (سوشل آرڈر) کی سربلندی کے لیے لڑی جانے والی کچھ جنگوں میں اہل ایمان نے ہار کر بھی بازی جیتی ہے۔ جنگ احد کی شکست فتح مکہ پر منتج ہوئی ہے۔ جنگ موتہ میں رومیوں کی فتح ان کی ایمپائر کے زوال کا سبب بنی ہے۔ خلافت عباسیہ کے آخری دور میں مذکورہ دونوں شرطیں پوری طرح موجود نہیں تھیں' پھر بھی شیطان کو اس نام نہاد خلافت کا وجود گوارا نہ تھا۔ اس نے تاتار کے ہاتھوں اسے ختم کرانے کی تدبیر کی اور اللہ نے اس کی تدبیر کو کامیاب ہونے کی اجازت عطا فرمائی۔ اس وقت اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا' اور شیطان تو کیا جانتا کہ یہ بغداد کا تاراج ہونا دراصل خلافت عثمانیہ کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب ہے۔ اس لیے طاغوت کی کسی وقتی کامیابی کو اس آفاقی صداقت کا استثنا قرار دینا بھی درست نہیں ہے۔

آیات ۷۷تا۷۹

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ قِیۡلَ لَہُمۡ کُفُّوۡۤا اَیۡدِیَکُمۡ وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ ۚ فَلَمَّا کُتِبَ عَلَیۡہِمُ الۡقِتَالُ اِذَا فَرِیۡقٌ مِّنۡہُمۡ یَخۡشَوۡنَ النَّاسَ کَخَشۡیَۃِ اللّٰہِ اَوۡ اَشَدَّ خَشۡیَۃً ۚ وَ قَالُوۡا رَبَّنَا لِمَ کَتَبۡتَ عَلَیۡنَا الۡقِتَالَ ۚ لَوۡ لَاۤ اَخَّرۡتَنَاۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیۡبٍ ؕ قُلۡ مَتَاعُ الدُّنۡیَا قَلِیۡلٌ ۚ وَ الۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی ۟ وَ لَا تُظۡلَمُوۡنَ فَتِیۡلًا ﴿۷۷﴾ اَیۡنَ مَا تَکُوۡنُوۡا یُدۡرِکۡکُّمُ الۡمَوۡتُ وَ لَوۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ بُرُوۡجٍ مُّشَیَّدَۃٍ ؕ وَ اِنۡ تُصِبۡہُمۡ حَسَنَۃٌ یَّقُوۡلُوۡا ہٰذِہٖ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ ۚ وَ اِنۡ تُصِبۡہُمۡ سَیِّئَۃٌ یَّقُوۡلُوۡا ہٰذِہٖ مِنۡ عِنۡدِکَ ؕ قُلۡ کُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ ؕ فَمَالِ ہٰۤؤُلَآءِ الۡقَوۡمِ لَا یَکَادُوۡنَ یَفۡقَہُوۡنَ حَدِیۡثًا ﴿۷۸﴾ مَاۤ اَصَابَکَ مِنۡ حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ ۫ وَ مَاۤ اَصَابَکَ مِنۡ سَیِّئَۃٍ فَمِنۡ نَّفۡسِکَ ؕ وَ اَرۡسَلۡنٰکَ لِلنَّاسِ رَسُوۡلًا ؕ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیۡدًا ﴿۷۹﴾

ب ر ج

بَرِجَ ۔ یَبۡرَجُ (س) بَرَجًا: (۱) خوبصورت آنکھوں والا ہونا۔ (۲) کسی چیز کا نمایاں ہونا' بلند ہونا۔

بُرۡجٌ ج بُرُوۡجٌ: (۱) گنبد' مینار' آیت زیر مطالعہ۔ (۲) آسمان میں سیاروں کی منزلیں: ﴿وَلَقَدۡ جَعَلۡنَا فِی السَّمَآءِ بُرُوۡجًا﴾ (الحجر:١٦) ''اور ہم نے بنائی ہیں آسمان میں منزلیں۔''

تَبَرَّجَ ۔ یَتَبَرَّجُ (تفعل) تَبَرُّجًا: بتکلف خود کو نمایاں کرنا: ﴿وَلَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاہِلِیَّۃِ الۡاُوۡلٰی﴾

(الاحزاب:۳۳) ''اور تم عورتیں خود کو نمایاں مت کرو‘ سابقہ جاہلیت کا نمایاں کرنا۔''

مُتَبَرِّجٌ (اسم الفاعل) : نمایاں کرنے والا: ﴿فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِيْنَةٍ﴾ (النور: ٦٠) ''تو نہیں ہے ان عورتوں پر کوئی گناہ کہ وہ اتار رکھیں اپنی اوڑھنیاں بغیر نمایاں کرنے والیاں ہوتے ہوئے زینت کو۔''

ش ی د

شَادَ - يَشِيْدُ (ض) شَيْدًا : عمارت کو بلند کرنا‘ پلستر کر کے مضبوط کرنا‘ نقش و نگار بنا کر مزین کرنا۔

مَشِيْدٌ (مَفْعِلٌ کے وزن پر اسم الظرف) : پلستر کرنے یا نقش و نگار بنانے کی جگہ۔ پھر عام طور پر اسم المفعول کے معنی میں آتا ہے۔ مضبوط کیا ہوا‘ مزین کیا ہوا: ﴿فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ﴾ (الحج) ''تو وہ اوندھی پڑی ہیں اپنی چھتوں پر اور معطل کیے ہوئے کنویں اور مزین کیے ہوئے محل۔''

شَيَّدَ يُشَيِّدُ (تفعیل) تَشْيِيْدًا : کثرت سے مضبوط یا مزین کرنا۔

مُشَيَّدٌ (اسم المفعول) : خوب مضبوط کیا ہوا‘ آیت زیر مطالعہ۔

ف ق ہ

فَقِهَ - يَفْقَهُ (س) فِقْهًا : کسی علم حاضر کے ذریعے اس کے علم غائب تک پہنچنا‘ بات کے ہر پہلو کا احاطہ کر کے سمجھنا‘ آیت زیر مطالعہ۔

تَفَقَّهَ - يَتَفَقَّهُ (تفعل) تَفَقُّهًا : کسی چیز میں بتکلف سوجھ بوجھ حاصل کرنا: ﴿فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ﴾ (التوبة:١٢٢) ''پھر کیوں نہ نکلی ان کے ہر گروہ سے ایک جماعت تاکہ وہ لوگ سوجھ بوجھ حاصل کریں دین میں۔''

د ر ک

ثلاثی مجرد سے فعل نہیں آتا۔

دَرَكٌ : کسی کا لاحق ہونا‘ پکڑے جانا: ﴿لَا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى﴾ (طٰہٰ) ''آپؐ کو خوف نہیں ہو گا پکڑے جانے کا اور نہ آپؐ کو ڈر ہو گا (ڈوبنے کا)۔''

دَرْكٌ : نشیب‘ گہرائی: ﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ (النساء:١٤٥) ''یقیناً منافق لوگ سب سے نچلی گہرائی میں ہوں گے آگ میں سے۔''

اَدْرَكَ - يُدْرِكُ (افعال) اِدْرَاكًا : کسی چیز کا اپنی غایت تک پہنچنا‘ جیسے پھل کا پکنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ مختلف معانی میں آتا ہے۔ (۱) پالینا۔ (۲) آ پکڑنا: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ﴾ (الانعام:۱۰۳) ''نہیں پاتیں اس کو آنکھیں اور وہ پالیتا ہے آنکھوں کو''۔ ﴿لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَا اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ﴾ (یٰس:٤٠) ''سورج کے لیے ممکن نہیں ہوتا کہ وہ آ پکڑے چاند کو۔''

مُدْرَكٌ (اسم المفعول) : پکڑا ہوا: ﴿قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ﴾ (الشعراء) ''کہا موسیٰ کے ساتھیوں نے بے شک ہم تو پکڑے ہوئے ہیں۔''

تَدَارَكَ۔ يَتَدَارَكُ (تفاعل) تَدَارُكًا اور اِدَّارُكًا: باہم ایک دوسرے کو پالینا' آ ملنا: ﴿حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ﴾ (الاعراف:۳۸) ''یہاں تک کہ جب وہ لوگ آ ملے اس میں سب کے سب۔''

ترکیب: ''فَرِيْقٌ'' اسم الجمع ہے' اس لیے فعل ''يَخْشَوْنَ'' جمع آیا ہے۔ ''اَشَدَّ'' حال ہے ''خَشْيَةً'' اس کی تمیز ہے۔ ''تُظْلَمُوْنَ'' کا نائب فاعل ''وْ'' ضمیر ہے اور ''فَتِيْلًا'' تمیز ہے۔ ''اَيْنَ مَا'' شرطیہ ہے اور ''يُدْرِكْ'' اس کا جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔ ''اَلْمَوْتُ'' اس کا فاعل ہے۔ ''فَمَالِ هٰٓؤُلَاءِ'' دراصل ''فَمَا لِهٰٓؤُلَاءِ'' ہے۔ جیسے ''فَمَالَكُمْ'' یا ''فَمَالَنَا'' ہوتا ہے۔ یہ قرآن مجید کا مخصوص املاء ہے کہ ''هٰٓؤُلَاءِ'' کی لام جر کو ''فَمَا'' کے ساتھ ملا کر لکھا گیا ہے۔ ''اَرْسَلْنٰكَ'' کا مفعول اس کے ساتھ ضمیر ''كَ'' ہے اور ''رَسُوْلًا'' حال ہے۔

ترجمہ:

اَلَمْ تَرَ : کیا آپؐ نے غور نہیں کیا	اِلَى الَّذِيْنَ : ان لوگوں کی طرف
قِيْلَ : کہا گیا	لَهُمْ: جن سے
كُفُّوْٓا : کہ تم لوگ روکے رکھو	اَيْدِيَكُمْ : اپنے ہاتھوں کو
وَاَقِيْمُوا : اور قائم کرو	الصَّلٰوةَ : نماز کو
وَاٰتُوا : اور پہنچاؤ	الزَّكٰوةَ : زکوٰۃ کو
فَلَمَّا : پھر جب	كُتِبَ: فرض کیا گیا
عَلَيْهِمُ: ان پر	الْقِتَالُ: جنگ کرنے کو
اِذَا : تب ہی	فَرِيْقٌ: ایک فریق
مِّنْهُمْ: ان میں سے	يَخْشَوْنَ : ڈرتا ہے
النَّاسَ: لوگوں سے	كَخَشْيَةِ اللّٰهِ : اللہ سے ڈرنے کی مانند
اَوْ: یا	اَشَدَّ : زیادہ سخت ہوتے ہوئے
خَشْيَةً: بلحاظ ڈر کے	وَقَالُوْا: اور انہوں نے کہا
رَبَّنَا: اے ہمارے ربّ	لِمَ : کیوں
كَتَبْتَ: تو نے فرض کیا	عَلَيْنَا: ہم پر
الْقِتَالَ : جنگ کرنا	لَوْلَآ: کیوں نہیں
اَخَّرْتَنَآ : تو نے مؤخر کیا ہم کو	اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ : ایک قریبی مدت تک
قُلْ: آپؐ کہیے	مَتَاعُ الدُّنْيَا : دنیا کا سامان
قَلِيْلٌ: تھوڑا ہے	وَالْاٰخِرَةُ : اور آخرت
خَيْرٌ: بہتر ہے	لِّمَنِ: اس کے لیے جس نے
اتَّقٰى: تقویٰ کیا	وَلَا تُظْلَمُوْنَ : اور تم لوگوں پر ظلم نہیں کیا جائے گا

فَتِيْلاً : کسی دھاگے برابر بھی
اَيْنَ مَا : جہاں کہیں بھی
تَكُوْنُوْا : تم ہوگے
يُدْرِكْكُّمُ : آئے گی تم کو
الْمَوْتُ : موت
وَلَوْ : اور اگر
كُنْتُمْ : تم ہو
فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ : کسی انتہائی مضبوط گنبد میں
وَاِنْ تُصِبْهُمْ : اور اگر آ لگے ان کو
حَسَنَةٌ : کوئی بھلائی
يَّقُوْلُوْا : تو وہ کہتے ہیں
هٰذِهٖ : یہ
مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ : اللہ کے پاس سے ہے
وَاِنْ تُصِبْهُمْ : اور اگر آ لگے ان کو
سَيِّئَةٌ : کوئی برائی
يَّقُوْلُوْا : تو وہ کہتے ہیں
هٰذِهٖ : یہ
مِنْ عِنْدِكَ : آپ کے پاس سے ہے
قُلْ : آپ کہیے
كُلٌّ : سب کچھ
مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ : اللہ کے پاس سے ہے
فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ : تو کیا ہے اس قوم کے لیے
لَا يَكَادُوْنَ : قریب نہیں ہے
يَفْقَهُوْنَ : کہ وہ سمجھیں
حَدِيْثًا : کوئی بات
مَآ اَصَابَكَ : جو آ لگے تجھ کو
مِنْ حَسَنَةٍ : کوئی بھی بھلائی
فَمِنَ اللّٰهِ : تو (وہ) اللہ کے پاس سے ہے
وَمَآ اَصَابَكَ : اور جو آ لگے تجھ کو
مِنْ سَيِّئَةٍ : کوئی بھی برائی
فَمِنْ نَّفْسِكَ : تو (وہ) تیرے نفس سے ہے
وَاَرْسَلْنٰكَ : اور ہم نے بھیجا آپ کو
لِلنَّاسِ : لوگوں کے لیے
رَسُوْلاً : رسول ہوتے ہوئے
وَكَفٰى بِاللّٰهِ : اور کافی ہے اللہ
شَهِيْدًا : بطور گواہ

آیات ۸۰ تا ۸۳

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿٨٠﴾ وَيَقُوْلُوْنَ
طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا
يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿٨١﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۭ
وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿٨٢﴾ وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ
اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ۭ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ
يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٨٣﴾

ذ ی ع

ذَاعَ ۔ يَذِيْعُ (ض) ذِيْعًا : کسی چیز کا پھیلنا‘ جیسے بدن میں کھجلی پھیلنا‘ بستی میں خبر پھیلنا۔

اَذَاعَ ۔ يُذِيْعُ (افعال) اِذَاعَةً : خبر پھیلنا‘ راز فاش کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ن ب ط

نَبَطَ ۔ يَنْبُطُ ويَنْبِطُ (ن۔ض) نَبْطًا : کسی چیز سے پانی کا پھوٹ نکلنا۔

اِسْتَنْبَطَ يَسْتَنْبِطُ (استفعال) اِسْتِنْبَاطًا : کسی پوشیدہ چیز کو ظاہر کرنا۔ جیسے کنواں کھود کر پانی نکالنا۔ اجتہاد کر کے کسی بات کے باطن کو نمایاں کرنا۔ حقیقت معلوم کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب: ’’طَاعَةٌ‘‘ اگر ’’يَقُوْلُوْنَ‘‘ کا مفعول ہوتا تو ’’طَاعَةً‘‘ آتا‘ اس لیے یہ ’’يَقُوْلُوْنَ‘‘ کا مقولہ ہے اور direct tense میں آیا ہے۔ ’’بَيَّتَ‘‘ کا فاعل ’’طَائِفَةٌ‘‘ ہے جو عاقل کی جمع مکسر ہے۔ اس لیے اس کا فعل واحد مذکر کے صیغے میں بھی جائز ہے۔ ’’تَقُوْلُ‘‘ کا فاعل اس میں ’’هِيَ‘‘ کی ضمیر ہے جو ’’طَائِفَةٌ‘‘ کے لیے ہے۔ ’’لَعَلِمَهُ‘‘ میں لام جوابِ شرط کا ہے اور فعل ’’عَلِمَ‘‘ کا مفعول ’’ہٗ‘‘ کی ضمیر ہے‘ جبکہ اس کا فاعل ’’اَلَّذِيْنَ‘‘ ہے۔ ’’وَلَوْلَا‘‘ میں ’’لَوْ‘‘ شرطیہ ہے۔ ’’فَضْلُ اللّٰهِ‘‘ اور ’’رَحْمَتُهٗ‘‘ مبتدأ ہیں اور ان کی خبر محذوف ہے۔

ترجمہ:

مَنْ: جو	يُّطِعِ : اطاعت کرتا ہے
الرَّسُوْلَ : رسولؐ کی	فَقَدْ اَطَاعَ : تو اس نے اطاعت کی ہے
اللّٰهَ : اللہ کی	وَمَنْ: اور جو
تَوَلّٰى: منہ موڑتا ہے	فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ: تو ہم نے نہیں بھیجا آپؐ کو
عَلَيْهِمْ : ان پر	حَفِيْظًا: نگران بنا کر
وَيَقُوْلُوْنَ: اور وہ لوگ کہتے ہیں	طَاعَةٌ: فرمانبرداری ہے
فَاِذَا: پھر جب	بَرَزُوْا: وہ نکلتے ہیں
مِنْ عِنْدِكَ: آپؐ کے پاس سے	بَيَّتَ: تو رات میں مشورہ کرتا ہے
طَآئِفَةٌ : ایک گروہ	مِّنْهُمْ : ان میں سے
غَيْرَ الَّذِيْ: اس کے علاوہ جو	تَقُوْلُ: آپ کہتے ہیں
وَاللّٰهُ : اور اللہ	يَكْتُبُ : لکھتا ہے
مَا : اس کو جو	يُبَيِّتُوْنَ: وہ لوگ رات میں مشورہ کرتے ہیں
فَاَعْرِضْ : تو آپؐ اعراض کریں	عَنْهُمْ : ان سے
وَتَوَكَّلْ: اور بھروسہ کریں	عَلَى اللّٰهِ: اللہ پر
وَكَفٰى: اور کافی ہے	بِاللّٰهِ: اللہ

وَکِیْلًا: بطور کارساز کے

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ: تو کیا یہ لوگ غور وفکر نہیں کرتے

الْقُرْاٰنَ: قرآن میں

وَلَوْ: اور اگر

کَانَ: وہ ہوتا

مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ: غیر اللہ کے پاس سے

لَوَجَدُوْا: تو یہ پاتے

فِیْہِ: اس میں

اخْتِلَافًا کَثِیْرًا: بہت زیادہ اختلاف

وَاِذَا: اور جب بھی

جَآءَ: آتی ہے

ھُمْ: ان کے پاس

اَمْرٌ: کوئی بات

مِّنَ الْاَمْنِ: امن میں سے

اَوِ الْخَوْفِ: یا خوف میں سے

اَذَاعُوْا: تو وہ لوگ چرچا کرتے ہیں

بِہٖ: اس کا

وَ: حالانکہ

لَوْ: اگر

رَدُّوْہُ: وہ لوٹا دیتے اس کو

اِلَی الرَّسُوْلِ: رسولؐ کی طرف

وَاِلٰٓی اُولِی الْاَمْرِ: اور اختیار والوں کی طرف

مِنْھُمْ: اپنوں میں سے

لَعَلِمَہُ: تو علم حاصل کرتے اس کا

الَّذِیْنَ: وہ لوگ جو

یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ: حقیقت معلوم کرسکتے ہیں اس کی

مِنْھُمْ: ان میں سے

وَلَوْلَا: اور اگر نہ ہوتا

فَضْلُ اللّٰہِ: اللہ کا فضل

عَلَیْکُمْ: تم لوگوں پر

وَرَحْمَتُہٗ: اور اس کی رحمت

لَاتَّبَعْتُمُ: تو تم لوگ پیروی کرتے

الشَّیْطٰنَ: شیطان کی

اِلَّا قَلِیْلًا: سوائے تھوڑے سے لوگوں کے

نوٹ ۱: آیت ۸۲ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن کا مطالبہ ہے کہ ہر انسان اس کے مطالب میں غور کرے۔ اس لیے یہ سمجھنا درست نہیں ہے کہ قرآن میں تدبر کرنا صرف اماموں اور مجتہدوں کا کام ہے۔ البتہ عام لوگوں کے لیے بہتر یہ ہے کہ کسی عالم سے قرآن کو سبقاً سبقاً پڑھ لیں تاکہ غلط فہمی اور مغالطوں سے بچ سکیں۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو کسی مستند تفسیر کا مطالعہ کریں اور جہاں کہیں کوئی شبہ پیش آئے تو اپنی رائے سے فیصلہ نہ کریں بلکہ کسی عالم سے رجوع کر لیں۔ (معارف القرآن)

نوٹ ۲: آیت ۸۳ سے معلوم ہوا کہ ہر سنی سنائی بات کو تحقیق کے بغیر بیان نہیں کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ کسی انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنی ہی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بغیر تحقیق کے بیان کر دے۔ (بیان القرآن)

آیات ۸۴ تا ۸۷

فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۚ لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَکَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّکُفَّ بَاْسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ۭ وَاللّٰہُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْکِیْلًا ۝ مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً یَّکُنْ لَّہٗ

نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
مُّقِيْتًا ﴿٨٥﴾ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿٨٦﴾
اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۗ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۗ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿٨٧﴾

ح ر ض

حَرِضَ ـ يَحْرَضُ (س) حَرَضًا : کسی خرابی یا غم سے گھل جانا' کمزور ہونا۔

حَرَضٌ (صفت): کمزور' لاغر۔ ﴿حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا﴾ (یوسف:٨٥) ''یہاں تک کہ آپ ہو جائیں لاغر۔''

حَرَّضَ ـ يُحَرِّضُ (تفعیل) تَحْرِيْضًا : کمزوری دور کرنا' کسی کام پر ابھارنا' اُکسانا۔

حَرِّضْ (فعل امر) : تو اکسا' آیت زیر مطالعہ۔

ق و ت

قَاتَ ـ يَقُوْتُ (ن) قَوْتًا : غذا دینا' رزق دینا۔

قُوْتٌ ج اَقْوَاتٌ (اسم ذات): غذا' روزی: ﴿وَقَدَّرَ فِيْهَا اَقْوَاتَهَا﴾ (حٰمٓ السجدة: ١٠) ''اور مقدر کیں اس میں اس کی روزیاں۔''

اَقَاتَ ـ يُقِيْتُ (افعال) اِقَاتَةً : کسی چیز کو روزی بنانے کی قدرت رکھنا۔

مُقِيْتٌ (اسم فاعل) : قدرت رکھنے والا' قادر۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب: ''لَا تُكَلَّفُ'' مضارع مجہول ہے۔ اس کا نائب فاعل اس میں ''اَنْتَ'' کی ضمیر ہے اور ''نَفْسَكَ'' مفعول ثانی ہے۔ ''اَشَدُّ'' افعل تفضیل ہے جبکہ ''بَاْسًا'' اور ''تَنْكِيْلًا'' اس کی تمیز ہیں۔ ''مَنْ يَّشْفَعْ'' شرط ہے اور ''يَكُنْ لَّهٗ'' اس کا جواب شرط ہے۔ ''نَصِيْبٌ'' اور ''كِفْلٌ'' مبتدأ مؤخر نکرہ ہیں اور ''يَكُنْ'' کے اسم ہیں۔ ان کی خبریں محذوف ہیں جو ''وَاجِبًا'' ہو سکتی ہیں' ''كَانَ'' کی خبر ''مُقِيْتًا'' ہے۔ ''حُيِّيْتُمْ'' ماضی مجہول ہے۔ ''حَدِيْثًا'' تمیز ہے ''اَصْدَقُ'' کی۔

ترجمہ:

فَقَاتِلْ: پس آپ جنگ کریں	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ : اللہ کی راہ میں
لَا تُكَلَّفُ: آپ کو پابند نہیں کیا جاتا	اِلَّا: سوائے
نَفْسَكَ: آپ کی ذات کے	وَ: اور
حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ: آپ اکسائیں مؤمنوں کو	عَسَى: قریب ہے
اللّٰهُ: اللہ	اَنْ: کہ
يَّكُفَّ: وہ روک دے	بَاْسَ الَّذِيْنَ: ان لوگوں کی جنگ کو جنھوں نے
كَفَرُوْا: کفر کیا	وَاللّٰهُ : اور اللہ
اَشَدُّ: زیادہ شدید ہے	بَاْسًا: سختی کرنے میں
وَّ: اور	اَشَدُّ: زیادہ شدید ہے

تَنۡكِيۡلًا :عبرت ناک سزا دینے میں	مَنۡ يَّشۡفَعۡ :جو سفارش کرتا ہے
شَفَاعَةً حَسَنَةً :کوئی اچھی سفارش	يَّكُنۡ :تو ہو جاتا ہے
لَّهٗ :اس کے لیے	نَصِيۡبٌ :ایک حصہ
مِّنۡهَا :اس میں سے	وَمَنۡ يَّشۡفَعۡ :اور جو سفارش کرتا ہے
شَفَاعَةً سَيِّئَةً :کوئی بری سفارش	يَّكُنۡ :تو ہو جاتی ہے
لَّهٗ :اس کے لیے	كِفۡلٌ :ایک ذمہ داری
مِّنۡهَا :اس میں سے	وَكَانَ اللّٰهُ :اور اللہ ہے
عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ :ہر چیز پر	مُّقِيۡتًا :قدرت رکھنے والا
وَاِذَا :اور جب بھی	حُيِّيۡتُمۡ :تم لوگوں کو سلام کیا جائے
بِتَحِيَّةٍ :کوئی سلام	فَحَيُّوۡا :تو تم سلام کرو
بِاَحۡسَنَ مِنۡهَاۤ :اس سے زیادہ اچھے سے	اَوۡ رُدُّوۡهَا :یا لوٹا دو اس کو
اِنَّ اللّٰهَ :یقیناً اللہ	كَانَ :ہے
عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ :ہر چیز پر	حَسِيۡبًا :حساب لینے والا
اَللّٰهُ :اللہ	لَاۤ اِلٰهَ :کوئی الٰہ نہیں ہے
اِلَّا :مگر	هُوَ :وہ
لَيَجۡمَعَنَّكُمۡ :وہ لازماً جمع کرے گا تم لوگوں کو	اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ :قیامت کے دن کی طرف
لَا رَيۡبَ :کوئی شک نہیں ہے	فِيۡهِ :جس میں
وَمَنۡ :اور کون	اَصۡدَقُ :زیادہ سچا ہے
مِنَ اللّٰهِ :اللہ سے	حَدِيۡثًا :بلحاظ بات کے

نوٹ۱: میدانِ اُحد سے مکہ واپس ہوتے ہوئے کفار اور مسلمانوں کے درمیان اگلے سال میدانِ بدر میں دوبارہ جنگ کرنے کا وعدہ ہوا تھا۔ وقت آنے پر اس کی تیاری میں کچھ مسلمانوں کو تامل تھا۔ اس وقت آیت ۸۴ نازل ہوئی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ ستر صحابہ کرام ؓ کے ساتھ میدانِ بدر میں پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے کفار قریش کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ مقابلہ پر نہیں آئے۔ اس طرح اللہ نے ان کی جنگ کو روک دیا۔ (معارف القرآن)

عمومیت کے پہلو سے آج کل ہمارے لیے اس آیت میں یہ راہنمائی ہے کہ اسلام دشمن طاقتوں سے مذاکرات اگر ناکام ہو جائیں تو ان کی جنگ کو روکنے کے لیے ان سے جنگ کی جائے' کیونکہ لوہا لوہے سے کٹتا ہے پھول کی پتی سے نہیں۔

نوٹ۲: کوئی ہمارا مدمقابل (competitor) اپنا کوئی کام اگر سفارش کے ذریعے نکلوا لیتا ہے تو ہم سفارش کرنے والے اور اسے قبول کرنے والے کو برا کہتے ہیں اور اگر کبھی ہمارا کوئی کام کسی کی سفارش سے نکل جائے تو ہم ان دونوں کو ثواب کی خوشخبری دیتے ہیں۔ کسی سفارش کے اچھے یا برے ہونے کا یہ معیار غلط ہے۔ اس لیے

ضروری ہے کہ جائز اور ناجائز سفارش کا فرق ہمارے ذہن میں واضح ہو۔ آیت ۸۵ کی تفسیر میں معارف القرآن میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے:

کسی سفارش کے اچھا یا جائز ہونے کے لیے شرط ہے کہ:

(۱) جس کی سفارش کی جائے اس کا مطالبہ حق اور جائز ہو۔

(۲) آپ اس کا مطالبہ متعلقہ حاکم تک پہنچا دیں۔

(۳) اس کا کوئی معاوضہ نہ لیں۔

(۴) سفارش قبول کرنے کے لیے متعلقہ حاکم پر کوئی دباؤ نہ ڈالیں۔ اور

(۵) حاکم جو بھی فیصلہ کرے اس پر راضی رہیں۔

ان شرائط کو پورا کرتے ہوئے سفارش کرنے والے کو ثواب ملے گا خواہ اس کی سفارش قبول ہو یا نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ سفارش کیا کرو، تمہیں ثواب ملے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے ذریعہ جو فیصلہ فرمائیں اس پر راضی رہو۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ کنیز بریرہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر سے طلاق حاصل کر لی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ وہ اپنے شوہر سے دوبارہ نکاح کر لیں۔ بریرہؓ نے پوچھا کہ یہ حکم ہے یا سفارش؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ حکم نہیں سفارش ہے! انہوں نے عرض کیا کہ پھر میں یہ سفارش قبول نہیں کرتی۔ رسول اللہ ﷺ نے خوش دلی کے ساتھ ان کو ان کے حال پر رہنے دیا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی امداد میں لگا رہتا ہے جب تک وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کی امداد میں لگا رہے۔ اسی طرح کسی مسلمان کی حاجت روائی کے لیے اللہ سے دعا مانگنا بھی شفاعت حسنہ میں داخل ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کے لیے دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ اللہ تیری بھی حاجت پوری فرمائے۔ (معارف القرآن)

اچھی اور بری سفارش کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی کوشش سے جب کچھ لوگوں کو کسی نیکی کے کام پر آمادہ کرتا ہے، تو جب تک وہ لوگ نیکی کرتے رہیں گے، اسے اس میں حصہ ملتا رہے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کچھ لوگوں کو برائی پر آمادہ کرتا ہے، تو جب تک وہ لوگ وہ برائی کرتے رہیں گے، وہ برائی اس کے حصے میں بھی آتی رہے گی۔ لیکن اس کی وجہ سے نیکی یا برائی کرنے والوں کے اپنے ثواب یا سزا میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

نوٹ ۳: نزولِ قرآن کے وقت مسلمانوں اور غیر مسلموں کے تعلقات نہایت کشیدہ ہو رہے تھے اور اندیشہ تھا کہ کہیں مسلمان دوسرے لوگوں کے ساتھ کج خلقی سے نہ پیش آنے لگیں۔ اس لیے انہیں آیت ۸۶ میں ہدایت کی گئی کہ جو تمہارے ساتھ احترام کا برتاؤ کرے اس کے ساتھ تم بھی ویسے ہی بلکہ اس سے زیادہ احترام سے پیش آؤ۔ حق کی دعوت دینے والوں کے لیے ترش روی اور تلخ کلامی مناسب نہیں ہے۔ اس سے نفس کی تسکین ہوتی ہے مگر اس کے مقصد کو نقصان پہنچتا ہے۔ (تفہیم القرآن)

آج کل مختلف مکاتبِ فکر کے مسلمان بھائی آپس میں تعلقات کشیدہ کر لیتے ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر غور کرنا چاہیے۔

❁❁❁